سوال

(61)خطبہ مسنونہ کے بعد دلہن یا دلہا کو دعائیں پڑھانا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دلہا یا دلہن کے حق میں نکاح میں خطبہ مسنونہ کے بعد ذیل کی دعائیں پڑھنی جیسا کہ علاقہ مدراس میں.جماعت احناف کے نکاح خواں میں پڑھتے ہیں جائز ہیں یا نہیں ؟ نیز بعد نکاح دلہا دقاضی اور خویش واقارب کی قدم بوسی کرتا ہے۔کیا ایسا کرنا بدعت اور خلاف سنت نہیں ہے ؟

مروجہ ادعیہ یہ ہے :

1 : اللھم ألف بینھما کما الفت بین سیدنا آدم وسیدنا حواء الصلوۃ والسلام

2 : اللھم ألف بینھما کما الفت بین سیدنا ابراہیم وسیدنا سارہ الصلوۃ والسلام

3 : اللھم ألف بینھما کما الفت بین سیدنا موسیٰ وسیدنا صفورہ الصلوۃ والسلام

4 : اللھم ألف بینھما کما الفت بین سیدنا سلیمان وسیدنا بلقیس الصلوۃ والسلام

5 : اللھم ألف بینھما کما الفت بین سیدنا یوسف وسیدنا زلیخا الصلوۃ والسلام

6 : اللھم ألف بینھما کما الفت بین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسیدنا خدیجۃ الکبریٰ وعائشہ علیھم الصلوۃ والسلام

7 : اللھم ألف بینھما کما الفت بین سیدنا آدم وسیدنا فاطمہ علیھم الصلوۃ والسلام

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دولہا دلہن دونوں کے حق میں یا صرف دولہا کے حق میں بعدازنکاح متعد صحیح حدیثوں میں دعا نبوی وارد ہے اور جس آں حضرت ﷺ نے صحابہ کو تعلیم دی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں :

1 : حضرت عبدالرحمن بن عوف سے ان کے نکاح کی خبر سن کر آپ ﷺ نے فرمایا : بارک اللہ لک (بخاري)

2 : بارک اللہ لک وبارک علیک وجمع بینکما فی خیر (ترمذی)

3 : اللهم بارک لہم وبارک علیہم (نسائی)

4 : بارک اللہ لکم وبارک فیکم وبارک علیکم

5 : بارک اللہ فیک وبارک لک فیہا (احمد عن عقیل)

یہ مختصر دعا جو الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ مختلف صحابہ سے مروی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ : اللہ تعالیٰ اس نکاح کو تم دونوں (میاں بیوی) اور تمہارے متعلقین کے لئے ہر قسم کی بھلائی اور خیر وبرکت کا باعث بنائے تمہیں آفات وبلیات سے محفوظ رکھے۔

تمہیں صالح اور سعادت مند اولاد بخشے تم دونوں کو محبت الفت کے ساتھ بھلائی اور نیکی پر قائم رکھے۔ ظاہر ہے کہ یہ دعا نہایت جامع کافی اور وافی ہے۔

امام بخاری نے اپنے صحیح میں باب کیف یدعی للمتزوج؟ کے تحت میں عبدالرحمن بن عوف کی حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں بارک اللہ لک کے ساتھ دعا مذکور ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : ودل صنیع المؤلف علی أن الدعاء للمتزوج بالبرکۃ ہو المشروع ولاشک أنہا لفظہ جامعۃ یدخل فیہا کل مقصود من والد وغیرہ (فتح الباری 222/9)

پس اس جامع مسنون دعا کے ہوتے ہوئے اپنی طرف سے دوسری دعا گھڑنا دعائے نبوی کو کافی اور جامع نہ سمجھنے پر دال ہے اور دعائے نبوی سے اعراض کرنا ہے جو بڑی بدبختی اور شقاوت ہے ادعیہ مذکورہ مسنونہ بتدعہ میں چوتھی اور پانچویں دعا اس وجہ سے بھی واجب الترک ہے کہ حضرت یوسف کا امراۃ عزیز مصر (زلیخا یا راعیل بنت رعابیل) سے اور حضرت سلیمان کا بلقیس سے نکاح کرنا کسی صحیح اور معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے۔

وفی القصۃ إن الملک توّجہ وختمہ وولاہ مکان العزیز وعزلہ فمات بعد، فزوجہ امرأتہ فوجدہا عذراء وولدت لہ ولدین وأقام العدل بمصر ودانت لہ الرقاب قالہ السیوطی وعن ابن زید أن یوسف علیہ السلام تزوج امرأۃ العزیز فوجدہا بکراً، وکان زوجہا عنیناً (5/47)

وَقالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحاقَ : لَمّا قالَ یُوسُفُ لِلْمَلِکِ : اجْعَلْنی عَلی خَزائِنِ الْأَرْضِ إِنِّی حَفِیظٌ عَلِیمٌ [یوسف : 55] قالَ الْمَلِکُ : قَدْ فَعَلْتُ، فَوَلّاہُ فِیما ذَکَرُوا عَمَلَ إِطْفِیرَ، وَعَزَلَ إِطْفِیرَ عَمّا کانَ عَلَیْہِ، یَقُولُ اللَّہُ عَزَّ وَجَلَّ : وَکَذٰلِکَ مَکَّنّا لِیُوسُفَ فِی الْأَرْضِ یَتَبَوَّأُ مِنْہا حَیْثُ یَشاءُ نُصِیبُ بِرَحْمَتِنا مَنْ نَشاءُ وَلا نُضِیعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِینَ قال : فَذُکِرَ لِی - وَاللَّہُ أَعْلَمُ - أَنَّ إِطْفِیرَ ہَلَکَ فِی تِلْکَ اللَّیالِی، وَأَنَّ الْمَلِکَ الرَّیّانَ بْنَ الْوَلِیدِ زَوَّجَ یُوسُفَ امْرَأَۃَ إِطْفِیرَ راعِیلَ، وَأَنَّہا حین دخلت علیہ قال لہا : أَلَیْسَ ہٰذا خَیْرًا مِمّا کُنْتِ تُرِیدِینَ؟ قالَ : فَیَزْعُمُونَ أَنَّہا قالَتْ : أَیُّہَا الصِّدِّیقُ لا تَلُمْنِی، فَإِنِّی کُنْتُ امْرَأَۃً کَما تَرَی حَسْناءَ جَمِیلَۃً ناعِمَۃً فِی مُلْکٍ وَدُنْیا، وَکانَ صاحِبِی لا یَأْتِی النِّساءَ، وَکُنْتَ کَما جَعَلَکَ اللَّہُ فِی حُسْنِکَ وَہَیْئَتِکَ عَلی ما رَأَیْتَ، فَیَزْعُمُونَ أَنَّہُ وجدہا عذراء، (تفسیر ابن کثیر 2/594)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت یوسف کے عزیز مصر کی بیوی سے نکاح کی حکایت محض ایک داستان ہے جس کی کوئی اصل اور سند نہیں۔

وأخرج ابن المنذر، وعبد بن حمید، وابن أبی شیبۃ وغیرہم عن ابن عباس فی أثر طویل "إن سلیمان تزوجہا بعد ذلک"، قال أبو بکر بن أبی شیبۃ : ما أحسنہ من حدیث

قال ابن کثیر فی تفسیرہ بعد حکایۃ ہذا القول : بل ہو منکر جداً، ولعلہ من أوہام عطاء بن السائب علی ابن عباس واللہ أعلم والأقرب فی مثل ہذہ السیاقات أنہا متلقاۃ عن أہل الکتاب مما یوجد فی صحفہم کروایات کعب ووہب سامحہما اللہ فیما نقلا إلی ہذہ الأمۃ من بنی إسرائیل؛ من الأوابد والغرائب والعجائب، مما کان، ومما لم یکن ومما حرف وبدل ونسخ، وقد أغنانا اللہ سبحانہ عن ذلک بما أصح منہ وأنفع وأوضح وأبلغ انتہی فتح البیان 7/73)

غرض یہ کہ حضرت یوسف کا زلیخا سے اور حضرت سلیمان کا بلقیس سے نکاح کا معاملہ داستان سے زیادہ کچھ نہیں رکھتا۔

بنابریں یہ مروجہ دعاترک کردینی چاہیئے۔کسی صحیح یاضعیف روایت سے زمانہ رسالت یازمانہ صحابہ میں نکاح کے بعد دولہا کا قاضی یا دیگر خویش واقارت کی قدمبوسی کرنی ثابت نہیں ۔اس لئے یہ فعل ہونے کی وجہ سے سخت مذمت ہونے کی وجہ سے سخت مذموم ہے۔ایسا ہی ایجاب وقبول کے بعد دولہا کا حاضرین مجلس کو کھڑا ہوکر سلام کرنا بھی بدعت ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب النکاح

صفحہ نمبر 181

محدث فتویٰ